اسلامی بینکاری نظام کا اجمالی خاکہ اور پاکستان میں اس کا نفاذ

تحریر: جناب محمد ایوب
سٹیٹ بینک آف پاکستان' کراچی

فاضل مضمون نگار بینک دولت پاکستان کے شعبہ اسلامی بینکاری میں سینئر جوائنٹ ڈائریکٹر ہیں اور اس مضمون میں ظاہر کئے گئے خیالات بقول موصوف ان کے ذاتی ہیں-(مدیر)

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے- اس کی ہمہ گیر تعلیمات زندگی کے ہر پہلو یعنی عائلی' سماجی' معاشی اور سیاسی معاملات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں- معاشیات ہمیشہ سے ہی نظام زندگی کا ایک اہم ترین شعبہ رہا ہے اور آج کے دور میں بینکاری معاشی نظام کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے- اسلام کے مالیاتی و مالکاری نظام کو بروئے کار لا کر ہم بڑھتی ہوئی طبقاتی کشمکش سے نجات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ امن و آشتی سے ترقی کی منزلیں طے کر سکتے ہیں- ملک میں اس کی ترویج کیلئے ضروری ہے کہ بینکار' کاروباری حضرات' صنعتکار اور بچت کنندگان اور سیاسی و مذہبی رہنماؤں سمیت تمام شعبہ ہائے حیات سے متعلق لوگ ربا کے مفہوم اور اسلامی معاشی و مالیاتی نظام کے نمایاں خدوخال سے پوری طرح واقف ہوں- اس مختصر تحریر کا مقصد انہی خدوخال کا اجمالی بیان ہے-

اسلامی بینکاری کا اصل عنصر مالیاتی لین دین کا ربا سے مبرا ہونا ہے- قرآن پاک میں دیئے گئے اصول کے مطابق قرض یا دین کے راس المال پر قرض خواہ کی طرف سے لیا گیا کوئی بھی اضافہ ربا قرار پاتا ہے(۲:۲۷۹)- سرمائے کا معاوضہ اس کی ملکیت کے ساتھ ساتھ اس کی کارکردگی سے منسلک کیا گیا ہے- اسلام کے معاشی اصولوں کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ انٹرسٹ کے ناجائز ہونے کے پیچھے اصل سبب وسائل کی غیر عادلانہ تقسیم یعنی Distributive Justice کا نہ ہونا ہے- ایسے نظام کی اسلام میں قطعی گنجائش نہیں جس میں سرمایہ سمٹ کر چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے- اسلامی دور میں صدیوں تک مشارکہ' مضاربہ اور دیگر طریقوں پر تجارت ہوتی رہی اور بگاڑ اس وقت شروع ہوا جب سودی نظام کو معاشی و مالیاتی نظاموں کا اہم ترین عنصر بنایا گیا- انٹرسٹ پر مبنی نظام نے ناداروں اور امراء کے مابین جو وسیع خلیج پیدا کر دی' اسلامی نظام اسے پاٹنے کا تقاضا کرتا ہے- اس کے لئے تجارت کو نہ صرف جائز بلکہ ایک معزز پیشہ اور سود کو ناجائز قرار دیا گیا ہے-

انسان مختلف وسائل کو کام میں لا کر اپنی محنت سے پیداوار حاصل کرتا ہے' جسے متفرق عاملین

پیدائش میں تقسیم کرنے کیلئے شریعت نے کچھ اصول متعین کئے ہیں-جسمانی محنت کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی کاروبار کا انتظام کرتا ہے تو اسلام اسے اس کی ذہنی کاوش اور انتظامی امور کے معاوضہ کا حق دیتا ہے-کوئی شخص اگر کوئی کام اپنے ذمہ لیتا ہے تو اس کی بدولت بھی وہ معاوضے کا حق رکھتا ہے-اس کیلئے شریعت نے ''الخراج بالضمان'' کا ایک بنیادی اصول وضع کیا ہے جو متفرق عاملین پیدائش میں پیداوار کی تقسیم کے عمل کیلئے ٹھوس بنیاد فراہم کرتا ہے-اس طرح ضمان یعنی ذمہ داری لینا اور واجبات کو پورا کرنا بھی بالواسطہ طور پر ایک عامل پیدائش کی حیثیت حاصل کرلیتا ہے-نقدی وروپیہ پیسہ دولت کے معنوں میں تو سرمایہ مگر پیداواری عمل میں اس کو عامل پیدائش صرف اسی وقت شمار کیا جائے گا جب وہ Entrepreneur کا کردار ادا کرے اور نفع کے استحقاق کے ساتھ ساتھ نقصان کا ذمہ دار بھی بنے-

سرمائے پر آمدن کے جواز اور عدم جواز کو سمجھنے کیلئے ہمیں قرض بیع اور اجارہ جیسے عقود کے بنیادی تصورات کو سمجھنا ہوگا-قرض کے تحت کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنا اثاثہ اس طرح منتقل کرتا ہے کہ مقروض طے شدہ مدت تک اس سے استفادہ کرتا ہے-اس مدت کے بعد وہی یا اس طرح کی چیز اسے واپس کرنا ہوتی ہے-قرض دینے والا اس مدت کیلئے ملکیت بھی منتقل کرتا ہے مگر اس خدمت پر وہ کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کیونکہ یہی ربا ہے جسے قرآن وحدیث میں حرام قرار دیا گیا ہے-اسی لئے قرض دینے کو ایک احسان اور نیکی کا کام کہا گیا ہے-بیع میں متعلقہ سامان مستقل طور پر خریدار کو منتقل ہوجاتا ہے-ادھار بیع کی صورت میں ایک متعین قیمت واجب الاداہوتی ہے جو کہ دین کی حیثیت اختیار کرلیتی ہے-اس لئے اس طے شدہ قیمت پر بھی بائع کی طرف سے لیا جانے والا کوئی اضافہ ربا میں شامل ہوتا ہے-

عرب کے سودخوروں کا ربوا کو جائز سمجھنے کیلئے استدلال یہی تھا کہ وہ ادھار پر اشیاء فروخت کرتے ہوئے کوئی بھی قیمت مقرر کرسکتے ہیں جس کا اس وقت کی نقد قیمت کے مساوی ہونا لازمی نہیں تو اس صورت میں جب خریدار مقررہ وقت پر قیمت کی ادائیگی نہ کرے تو وہ قیمت میں مزید اضافہ کیوں نہیں کرسکتے-قرآن پاک نے ان کے استدلال کو اس طرح بیان کیا ہے:''ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا''ان کی یہ حالت اس لئے ہے کہ وہ کہتے ہیں بیع بھی تو ربوا جیسی ہی ہے-یعنی جس طرح وہ (ادھار) بیع کی صورت میں زیادہ قیمت وصول کرسکتے ہیں اس طرح قیمت کی ادائیگی نہ ہونے پر اس میں اضافہ کیوں نہیں کرسکتے جبکہ یہ دونوں اضافے ایک جیسے ہیں-ان کے اس استدلال کے بارے میں درج ذیل تفاسیر سے رجوع کیا جاسکتا ہے:

۱- ابن ابی حاتم: تفسیر القرآن العظیم، مکہ المکرمہ ۱۹۹۷ء رقم ۲۸۹۱،۹۲ ج ۲-ص ۲۴۵

۲- الطبری: جامع البیان، دار المنار ج ۶، ص ۸

۳- السیوطی، جلال الدین: لباب النقول، بیروت، ۲۰۰۳ء رقم ۱۴۲۳

اللہ پاک نے جواباً فرمایا:

"اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" یعنی معاہدہ فروخت کے وقت تو ادائیگی کی مدت کو مدنظر رکھ کر قیمت مقرر کی جاسکتی ہے مگر ایک دفعہ تعین ہونے کے بعد قیمت نہیں بڑھائی جاسکتی- کیونکہ وہ دَین بن جاتا ہے اور قرض یا دین پر کوئی بھی اضافہ ربوا ہونے کی وجہ سے حرام ہے-

اجارہ میں متعلقہ اثاثہ کرائے پر دینے والے (مؤجر) کی ملکیت میں رہتا ہے اور وہی ملکیت کے نفع ونقصان کا مالک یا ذمہ دار ہوتا ہے- مستاجر اس اثاثہ سے استفادہ کرنے کیلئے ضروری اخراجات برداشت کرتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے- قرض یا عاریہ (عاریہ میں ادھار لی گئی وہی چیز استعمال کے بعد واپس کرنا ہوتی ہے جبکہ قرض میں وہ چیز تو استعمال ہو جاتی ہے مگر اس چیز کی دوسری اکائی بغیر کسی اضافہ کے واپس کرنا ہوتی ہے) کسی بھی قدر رکھنے والی چیز کی شکل میں دیا جاسکتا ہے جبکہ اجارہ صرف ایسی اشیاء کا جائز ہے جو استفادہ کی خاطر استعمال سے خود معدوم نہیں ہو جاتیں- چنانچہ اشیائے خورد ونوش، گاڑیوں کا پیٹرول اور ایسی اشیاء جو استعمال کے دوران اپنا وجود ختم کر لیتی ہیں ان کو کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا ہے- اس طرح کوئی شخص روپے پیسے کو کرایہ پر دے کر اس پر متعین کرایہ حاصل نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اس سے ہونے والے ممکنہ کاروباری نقصان کی ذمہ داری لے تو اس کے منافع میں حصہ لے سکتا ہے- ایسے وسائل جو پیدائش دولت کے عمل میں اپنی وضع قائم رکھتے ہیں جیسے زرعی زمین، گھر، مشینری وغیرہ، ان کو کرایہ پر دیا جاسکتا ہے-

اسلام نہ تو اسراف وتبذیر کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی دولت کے اکتناز کو- اس کیلئے وہ انٹرسٹ کے عدم جواز کے ساتھ ساتھ زائد از ضرورت دولت پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ عائد کرتا ہے- ڈھائی فیصد Carrying Cost کے ہوتے ہوئے اگر دولت کو پورا رکھنا یا بڑھانا مقصود ہو تو اسے اشیاء وخدمات کی پیدائش کے عمل میں لگانا ہوگا- اور پھر اس کے نفع یا نقصان دونوں میں حصہ دار بننا ہوگا-

انٹرسٹ کے ساتھ ساتھ سرمایہ دارانہ معاشی نظام کا دوسرا اہم عنصر بے محابہ تخلیق زر اور تخلیق اعتبار (Credit creation) کا ہے جو وسائل کی غیر عادلانہ تقسیم اور ارتکاز دولت کا ایک بڑا سبب ہے بالخصوص ڈالر جیسی ریزو کرنسیوں کی تخلیق عالمی معاشی ومالیاتی نظاموں کیلئے ایک زبردست خطرہ

ہے- فی الوقت دنیا کا واحد استعمار ایک طویل عرصے سے بے محابا تخلیق ڈالر کی بدولت ہی دنیا پر حکومت کر رہا ہے- دنیا بھر میں ڈالر کی مانگ کو قائم رکھنے کیلئے طرح طرح کے دباؤ سے کام لیا جاتا ہے اور اس مانگ کو پورا کرنے کیلئے زر کاغذی کی صورت میں ڈالر کو زیادہ سے زیادہ پھیلا کر پوری دنیا کو قابو میں رکھا جا رہا ہے- اسلامی ممالک کیلئے ضروری ہے کہ ڈاکٹر مہاتیر محمد کی تجویز کے مطابق سونے کے دینار کو مشترکہ کرنسی بنایا جائے- اسلامی ممالک کے مابین جو تجارت ہو اس کے تحت خالص ادائیگیاں دینار کی صورت میں کی جائیں- یہ اس لئے ضروری ہے کہ تخلیق زر کے عمل کو اشیاء و خدمات کی فراہمی کے ساتھ باقاعدہ طور پر منسلک کرنا اسلامی مالیاتی و مالکاری نظام کا ایک اہم جزو ہے- اگرچہ اسلامی مالکاری کے ماہرین مختلف پیداواری مراحل کو ممکن بنانے کیلئے معقول حد تک تخلیق زر کی اجازت دیتے ہیں- محدود تخلیق زر کا اسلام کا یہ اصول پوری دنیا کی معیشت کیلئے بہتر اور مستحکم مستقبل کا ضامن ہو سکتا ہے- کیونکہ اس سے وہ خطرات ٹل جائیں گے جو زر کی عالمی منڈیوں میں کھربوں ڈالر کے غیر حقیقی اثاثہ جات کے لین دین کی وجہ سے پوری دنیا کو بالعموم اور ترقی پذیر ممالک کو بالخصوص لاحق ہیں-

اس طرح دولت یعنی روپے پیسے سے نفع حاصل کرنے کی درج ذیل جائز صورتیں سامنے آتی ہیں-

اولاً: اس سے خود کوئی کاروبار کرنا جس سے کوئی شخص Value addition یعنی اضافہ قدر کے عمل کی بنا پر منافع کا مستحق ٹھہرتا ہے- یہ اضافہ قدر تجارت' صنعت' کرایہ داری وغیرہ کے طریقوں سے ممکن ہوتا ہے-

ثانیاً: شراکت کی بنیاد پر کاروبار جس میں شراکت دار اپنی اپنی Value addition کے تناسب سے نفع میں حصہ دار ہوتے ہیں- یہ پیداواری عمل نفع یا نقصان دونوں پر منتج ہو سکتا ہے- اس اصول کو ہی اسلامی بینکاری و مالکاری کی بنیاد بنایا گیا ہے-

ان خطوط پر اسلامی بینکاری کی جو صورت حال تھیوری اور پریکٹس ہر دو اعتبار سے سامنے آتی ہے- اس کے مطابق بینک تجارت' کرایہ داری یا شراکت کی بنیاد پر کاروبار کرنے کے ساتھ ساتھ بطور ایجنٹ یا وکیل کے بہت سی خدمات سرانجام دے سکتے ہیں- البتہ ان کو وہ شرائط پوری کرنا ہوں گی جو مختلف نوعیت کے کاروبار کیلئے شریعت نے متعین کی ہیں-

فقہاء اور علماء کی اکثریت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی چیز کی ادھار قیمت اس کی نقد قیمت سے زیادہ ہو سکتی ہے- اوپر درج کی گئی تفسیروں میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۷۵ کی تفسیر کے ذیل میں اس بات کی نشاندھی کی گئی ہے کہ نزول قرآن کے وقت تجارت میں قیمت کا یہ فرق رکھا جاتا تھا- جب

ربا کوحرام قرار دیا گیا تو کاروباری لوگوں نے اعتراض کیا کہ جب ہم ادھار کی تجارت میں زیادہ قیمت وصول کر سکتے ہیں تو ایک دفعہ طے شدہ مؤجل قیمت پر مزید اضافہ کر کے یا مال و دولت' سونے چاندی یا نقدی کو ادھار دے کر کیوں نہیں۔ مگر اللہ نے تجارت کے نفع کو تو جائز مگر قرض پر اضافے کو حرام قرار دیا۔ ادھار تجارت میں طے شدہ قیمت پر اضافہ بھی ربا قرار دیا گیا۔

اشیاء کی نقد اور ادھار قیمتوں میں فرق کے جواز سے استدلال کرتے ہوئے اسلامی مالیات کے ماہرین نے زر کی قدر وقت کے نظریہ کو ایک مخصوص صورت میں اور چند شرائط کے ساتھ بیع کے معاہدات کی حد تک تسلیم کیا ہے یعنی قیمت کا تعین کرتے ہوئے اس مدت کا لحاظ رکھا جا سکتا ہے جو فروخت کنندہ فریق ثانی کو ادائیگی کیلئے دیتا ہے۔ اس طرح تجارت میں منافع اور اجارہ میں کرایہ کو معاہدے میں طے کیا جا سکتا۔ چنانچہ ۱۰۰۰ روپے کے قرض کی قدر ۱۰۰۰ روپے ہی رہے گی۔ قرض دینے والا ایک نیکی کے طور پر مقروض کی مدد کرتا ہے اور اس نیکی کے عوض کوئی رقم بطور معاوضہ نہیں لے سکتا۔ مگر ادھار کی بیع اور اجارہ میں قیمت اور کرایہ کا تعین کرتے وقت اس مدت کو مدنظر رکھا جا سکتا ہے جو ادھار ادائیگی اور کرائے کیلئے متعین کی جا رہی ہے۔ اس سے اسلامی مالیات کے تحت مرکزی بینک کو Bench Mark یا Reference Rate کا اہم انسٹرومنٹ حاصل ہوتا ہے جس سے وہ نہ صرف بینکاری نظام میں بچت کنندگان کے سرمایہ میں خرد برد روکنے کا اہتمام کر سکتا ہے بلکہ اس سے زری پالیسی کو ملکی مفادات سے ہم آہنگ کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ پاکستان میں اس کی ترویج کس نہج پر اور کیسے کی جائے؟ انٹرسٹ چونکہ موجودہ معاشیات میں رچ بس چکا ہے' اس لئے اس کے بغیر مالیاتی نظام کیلئے بھرپور تیاری اور پلاننگ کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں درپیش مشکلات و مسائل کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔ سب سے اہم مسئلہ ایسے سازگار حالات اور ماحول کی فراہمی ہے جس میں اسلامی بینکاری پر کما حقہ عمل درآمد ممکن ہو۔ اس کیلئے اسلامی مالکاری کے بارے میں معلومات کو عام کرنے کے علاوہ قانونی' محصولاتی اور بینکاری کے ڈھانچے میں تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اچھی اخلاقی قدروں اور بہتر نظم و نسق کو فروغ دینا ہوگا۔ چنانچہ مطلوبہ تبدیلیوں کا مختصر خاکہ کچھ اسی طرح ہے۔

۱۔ قانونی اعتبار سے ضروری ہے کہ بینکاری کے قانون میں ایسی ترامیم کی جائیں جن سے اسلامی بینکاری کا کاروبار اس کی اصل روح کے اعتبار سے ممکن ہو۔ بینک واقعتاً تجارت اور کاروبار میں حصہ لیں تا کہ معاشی استحکام' بہتر تقسیم آمدن اور غربت میں کمی کے مقاصد کو پورا کیا جا سکے۔ گزشتہ

دہائیوں میں معاشی اور بینکاری نظام میں سیاسی عمل دخل سے جہاں اور بہت سی خرابیوں نے جنم لیا وہاں قرضے لے کر ہڑپ کر جانا بھی ایک وطیرے کے طور پر سامنے آیا ہے۔ اس کیلئے عدالتی نظام کو اس طرح فعال بنانے کی ضرورت ہے کہ نادہندگی کی صورت میں بینکوں کے پاس رکھی گئی ضمانتی اشیاء کو مختصر عدالتی عمل کے ذریعے بینکوں کے حوالے کیا جاسکے تاکہ عوام الناس کی بچتوں کو بچایا جاسکے۔ علاوہ ازیں، چونکہ اب تقریباً تمام بینک نجی شعبے کے زیر انتظام ہیں اس لئے بینکاری قواعد کو اس طرح لاگو کیا جائے کہ بینکوں کے شیئر ہولڈرز اور امانت داروں میں سے کسی کے ساتھ ظلم نہ ہو۔

۲۔ محصولاتی لحاظ سے انکم ٹیکس کے موجودہ نظام میں ایسی تبدیلیوں کی ضرورت ہے کہ تجارت اور کاروبار سے منسلک لوگ اپنی اصل آمدن ظاہر کریں۔ اس کیلئے خاص طور پر کارپوریٹ شعبے کیلئے ٹیکس ان کے انتظامی اخراجات پر عائد کیا جائے تاکہ غیر ضروری اخراجات سے آمدن کو کم دکھانے کے عمل کی حوصلہ شکنی کی جاسکے۔ آمدن پر ٹیکس کی شرح گھٹا کر ۵ فیصد کر دی جائے۔ مزید برآں، اسلامی طریقہ مالکاری کے مطابق بینک جن اشیاء کی خرید و فروخت کریں ان پر دوہرے ٹیکس (سیلز ٹیکس اور جنرل سیلز ٹیکس) کا خاتمہ کیا جائے۔ موجودہ مالی سال کے بجٹ میں وفاقی حکومت نے دوہرے ٹیکس کو ختم کرنے کیلئے کچھ اعلان کیا ہے مگر اس کی تفصیلات ابھی سامنے نہیں آئیں۔

۳۔ بہتر نظم و نسق کیلئے ملک کے مرکزی بینک نے پہلے ہی کئی ایک اقدامات کیے ہیں۔ اس سلسلے میں بینکاری کے حوالے سے اس امر کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ بینک اپنا کاروبار خالصتاً اسلامی اصولوں کے مطابق کریں۔

۴۔ عوام الناس کے سمجھنے کیلئے سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اسلامی بینکاری کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بچتوں پر کوئی بھی حاصل حرام ہے یا مختلف مقاصد کیلئے لوگوں کو مفت میں روپیہ ملے گا۔ طلب و رسد کے مسلمہ اصولوں کے مطابق بطور نظام یہ تو کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ بینک کاروباری ادارے ہیں اور بینکوں میں رقوم جمع کروانے والے بالعموم غریب اور متوسط طبقے کے لوگ اور ان کو استعمال کرنے والے صنعتکار اور کاروباری لوگ ہوتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صنعتکار اور کاروباری لوگ اپنے منافع کا نسبتاً زیادہ حصہ بینکوں کو ادا کریں تاکہ بچت کنندگان عوام الناس، پینشنرز اور دیگر کم وسائل والے لوگوں کو ان کا جائز حصہ دیا جاسکے۔

۵ فنڈ مینجمنٹ کے میدان میں بینک کئی طرح کے اسلامی فنڈ قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سرمایہ کاری اسکیموں کے طور پر انفرادی اور اجتماعی اقسام کے سرمایہ کاری کے مواقع فراہم کر سکتے ہیں،

جن کے تحت سرمایہ کا حصول مضاربہ کے اصولوں پر اور مالکاری کیلئے اس کا استعمال' مشارکہ' مرابحہ' اجارہ' سلم اور استصناع جیسے Modes کی بنیاد پر کریں- ڈیپازٹ ہولڈرز کیلئے متوقع نفع کا انحصار ان کے بزنس رسک کے برداشت کرسکنے کی صلاحیت پر ہوگا- بینک ایسے لوگوں کی رقوم جو کاروباری رسک کے متحمل نہیں ہوسکتے' مرابحہ' لیزنگ اور دیگر ایسے طریقوں کے تحت لگائیں گے جہاں متوقع منافع میں تبدیلی کم سے کم ہوتی ہے- رسک کم ہونے کی وجہ سے منافع کی شرح نسبتاً کم ہوگی- زیادہ کاروباری رسک کے متحمل گاہکوں کا پیسہ نفع/نقصان میں شراکت کی بنیاد پر لگایا جائے گا- رسک زیادہ ہونے کے اعتبار سے ان کا متوقع منافع بھی نسبتاً زیادہ ہوگا- البتہ کبھی کبھار تھوڑے بہت نقصان کا بھی احتمال ہوگا- یہ رسک برداشت کرنا ہی شراکت کی بنیاد ہے-

۶ لیکن یہ سب کچھ کرنے کیلئے مذکورہ بالا' محصولاتی اور انتظامی ڈھانچے میں تبدیلیوں کے علاوہ علماء' عدالتوں سے منسلک لوگوں' عوام' بینکاروں اور ریگولیٹرز کی اسلامی مالکاری نظام سے متعلق واقفیت وتربیت ناگزیر ہے- اس کیلئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو بھی کردار ادا کرنا ہوگا-

پاکستان میں اسلامی بینکاری کی موجودہ صورتحال

پاکستان میں مالیاتی وبینکاری نظام کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کیلئے اپنائی گئی پالیسیوں اور اقدامات کی تاریخ بہت طویل ہے جو کہ ایک علیحدہ مضمون کی متقاضی ہے- قائداعظمؒ کے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاحی خطاب سے لے کر اس سلسلے میں ہونیوالی عدالتی کارروائیوں اور حالیہ سالوں میں اٹھائے گئے اقدامات بہت تفصیل طلب ہیں- تاہم فی الحال ہم صرف ان اقدامات پر اکتفا کریں گے جو ۲۰۰۱ء اور اس کے بعد کیے گئے ہیں-

اعلیٰ سطح پر حکومتی فیصلے کے تحت اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے ایک سہ جہتی حکمت عملی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت ملک میں اسلامی بینکاری روایتی بینکاری کے ساتھ ساتھ نافذ کی جائے گی- اسٹیٹ بینک سے مکمل اسلامی بینکوں یا روایتی بینکوں کے اسلامی بینکاری کیلئے ذیلی اداروں (Subsidiaries) یا ان کی برانچوں کیلئے لائسنس لیا جاسکتا ہے- ایسے اداروں میں شریعہ ایڈوائزر کی تعیناتی لازمی قرار دی گئی ہے تاکہ ان کے کاروبار کی اسلامی اصولوں سے مطابقت کو یقینی بنایا جاسکے-

اسٹیٹ بینک میں ایک مکمل اسلامک بینکنگ ڈیپارٹمنٹ اور شریعہ بورڈ کا قیام اسلامی بینکاری کی پیش رفت کے سلسلے میں اہم قدم ہیں- شریعہ بورڈ کے فرائض میں اسلامی بینکاری کے سلسلے میں اسٹیٹ بینک کی رہنمائی اور اسلامی بینکوں کے کاروبار کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنانے کیلئے

اقدامات اور طریقے تجویز کرنا ہیں۔

شریعہ بورڈ نے اسلامی مالکاری کے تمام بڑے طریقوں کے لوازمات (Essentials) اور ان کے جو ماڈل معاہدات منظور کیے' اسٹیٹ بینک نے انہیں اپنی ویب سائٹ پر لگایا اور ان پر علماء' بینکاروں' معاشیات و مالیات کے ماہرین اور عوام الناس سے رائے اور تجاویز طلب کیں۔ بہت سارے لوگوں اور اداروں نے اپنی تجاویز دیں۔ شریعہ بورڈ آج کل ان تجاویز پر غور کر رہا ہے۔ شریعہ بورڈ کی منظوری کے بعد ان لوازمات اور ماڈل ایگریمنٹس کو ملک میں اسلامی بینکاری کی ریگولیشن میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس سلسلے میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اب اسٹیٹ بینک اسلامی بینکوں کا شریعہ آڈٹ بھی کرے گا۔ ایک معروف مشاورتی فرم کے تعاون سے شریعہ آڈٹ مینوئل تیار کیا گیا ہے جس کی روشنی میں اسلامی بینکوں کا شریعہ آڈٹ شروع کر دیا گیا ہے۔ ان اقدامات سے توقع ہے کہ اسلامی بینکوں کے کاروبار میں وہ خرابیاں شامل نہیں ہوں گی جو اسی کی دہائی میں غیر سودی بینکوں کے ایسے آڈٹ کے نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئیں جن کی وجہ سے وہ عوام کا اعتماد کھو بیٹھے۔

اگست ۲۰۰۴ء تک اسٹیٹ بینک کی طرف سے مجاز یعنی لائسنس یافتہ اسلامی بینکاری اداروں میں ایک مکمل اسلامی بینک اور چودہ اسلامی بینک برانچیں کام کر رہی ہیں۔ میزان بینک کے علاوہ اسلامی بینکاری میں کام کرنے والے بینکوں میں اس وقت ایم سی بی' حبیب بینک' اے جی زیورخ' بینک الحبیب' بینک الفلاح اور اسٹنڈرڈ چارٹرڈ بینک شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کئی بینکوں کو اصولی اجازت یا این او سی جاری ہو چکا ہے اور وہ باقاعدہ کاروبار کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اس طرح تمام بڑے بینک جن میں ایچ بی ایل' یو بی ایل' نیشنل بینک' عسکری بینک' بینک آف پنجاب' یونین بینک' سٹی بینک' اے بی این امرو بینک وغیرہ شامل ہیں' اسلامی بینکاری کے کاروبار میں آنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ چند نئے گروپ مکمل اسلامی بینک بنانے کا ادارہ رکھتے ہیں اور ان کی درخواستیں اسٹیٹ بینک کے پاس کاروائی کیلئے موجود ہیں۔ توقع ہے کہ انشاء اللہ اگلے ایک دو سالوں میں اسلامی بینکاری کی ایک بڑی مارکیٹ پاکستان میں وجود میں آ جائے گی۔

اختتام سے قبل اس بات کا تذکرہ ناگزیر ہے کہ اسلامی مالکاری کے نظام کا عملی نفاذ ایک ہمہ جہت کام ہے جس کیلئے کوئی ایک ادارہ' ایک شخص یا چند افراد کا کوئی گروپ کافی نہیں ہے۔ متعلقہ اداروں کی رہنمائی میں من حیث المجموع پوری قوم کو کام کرنا ہوگا۔ بالخصوص علماء اور بینکاروں کو اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔